Digitized by Khilafat Library

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ لاوی القریۃ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہ ایں در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۱	مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ روز چہارشنبہ	جلد ۷

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان امامنا سلمہ الرحمٰن

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مقدمہ کرم الدین میں جہلم تشریف لائے تھے اور ضلع جہلم اور اس کے گرد و نواح کی مخلوق آپ کی زیارت کے لئے کثیر التعداد جمع ہوئی تھی اور جہلم کی کچہری کے احاطے میں آدم ہی آدم نظر آتا تھا جس کی تصدیق جہلم کے اخبار نے بھی کی تھی اور جہلم کی کل مخلوق اور حکام بھی اس امر کو جانتے ہیں اس روز ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو احاطہ عدالت میں آپ کرسی پر تشریف فرما تھے اور اردگرد مریدان باصفا نہایت ادب کے ساتھ حلقہ زن تھے اور ہزاروں انسان کا مجمع موجود تھا۔ ہمارے محترم مخدوم جناب خان محمد عجب خان آف زیدہ بھی آپ کی کرسی کے پاس ایڈیٹر الحکم کے پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ سارے حالات اگرچہ ہم کسی دوسرے وقت شائع کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ مختصر سا تمہیدی نوٹ ہمنے اس لئے لکھا ہے کہ ذیل میں ہم وہ تقریر لکھنا چاہتے ہیں جو اس وقت احاطہ عدالت میں آپ نے فرمائی تھی۔ غرض اس وقت جناب خان محمد عجب خان صاحب آف زیدہ نے جو اس عظیم ہجوم اور رجوع مخلوق کا دیکھا اور حضرت اقدس کے چہرہ پر نگاہ کی تو خوشی اور اخلاص کے ساتھ انکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنی سعادت اور خوش قسمتی کو یاد کر کے کہ اس وقت اس عظیم الشان انسان کے قدموں میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور جس کا آنا اپنا آنا فرمایا ہے) عرض کیا کہ حضور! میرا دل چاہتا ہے کہ میں جناب کے دست مبارک کو بوسہ دوں۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ نے نہایت ہی شفقت کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور خانصاحب موصوف نے بہت ہی متاثر اور رقت قلب کے ساتھ آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ نے موثر تقریر فرمائی جو ہم صفحہ ۔۔ سے شروع کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ ایڈیٹر

اطلاع - ایڈیٹر الحکم ایک دینی اور قومی خدمت کے لئے اپنے ہیڈ کوارٹر سے باہر ہے۔ ناظرین اخبار کی ترتیب یا اسکی اشاعت کے توقف و تعویق کے لئے اسے معذور سمجھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایڈیٹر

ضروری گذارش - اس ہفتہ کے اخبار کو ہم نے بوجوہات چند در چند بارہ صفحوں پر شائع کیا ہے۔ ہمارے معزز کرم فرما ناظرین اس اتفاقیہ کمی سے گھبرائیں نہیں انشاء اللہ یہ کمی آئندہ اشاعت میں پوری کر دی جاویگی ۔۔۔ ایڈیٹر

التماس - ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو ہم نے حال میں ہی ہر ایک خریدار کے لئے مطبوعہ چٹوں پر چھپوا دیا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہوگی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا حصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضائع ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے کرمفرما کارخانہ کی تکلیف پر نظر کر کے ہماری التماس کو نظر انداز نہ کریں گے۔۔۔۔۔ ایڈیٹر

کتبہ خاکسار محمد اکبر از کوٹلی موضع تحصیل ۔۔۔

فیصلہ	نمبر مقدمہ
۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱/۴

کاغذات در بارہ تیاری منارۃ المسیح قادیان وعذرات برخلاف چند اہالیان قادیان..... فی الحال کوئی امر ایسا نہیں ہے کہ جس سے نقض امن کا احتمال ہو۔ جن لوگوں کو عذر ہے وہ بذریعہ عدالت دیوانی اپنی دادرسی کر سکتے ہیں اینجانب فی الحال دست اندازی نہیں کرتے کاغذات داخل دفتر ہوں

دستخط حاکم۔

عربی قصائد کا اردو ترجمہ

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کل عربی قصائد معہ اردو ترجمہ حضرت اقدس کی کتابوں کی تقطیع پر چھپ رہا ہے یہ ترجمہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے بڑی محنت اور کوشش سے کیا ہے۔ یہ تالیف پہلے مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی نے چھاپنی چاہی تھی اور اس کمیٹی ہی نے اسکو مرتب کیا تھا اور ترجمہ بھی کیا تھا لیکن پھر مدرسہ کی انتظامی حالت کی تبدیلی کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب مدرسہ نے یہ کام دفتر الحکم کے سپرد کر دیا جو کہ اب حکیم فضل الدین صاحب کے اہتمام میں ہو رہا ہے۔ درخواستیں حکیم صاحب موصوف کے نام آنی چاہییں۔

آمد جیوش انسائیکلوپیڈیا ماہ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

نصیر الدین صاحب بساطی مکندپور	۱۰
مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخاں	۴
چودھری نذر محمد صاحب	۴
جماعت پٹیالہ	۱۲
سید مہدی حسن صاحب	۲
محمد فاضل صاحب مالزالہ	۲
منشی رستم علی صاحب انبالہ بار دوم	۸
خانصاحب محمد علیخانصاحب	۶۰
ڈاکٹر محمد حسین صاحب اسٹیل راولپنڈی	۵
میزان	۱۴۷
میزان آمد لغایت ۳۰ ر اپریل سنہ ۱۹۰۳ء	۱۲۰۹

میزان آمد لغایت ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۳ء ۱۳۵۶

خرچ ماہ مئی معرفت مفتی محمد صادق صاحب

چوتھی جلد کی قیمت	۱۰۰
فیس منی آڈر	۶
متفرق	۱۳
الماری	۵
میزان	۱۲۴
میزان خرچ لغایت ۳۰ اپریل	۹۱۲
میزان خرچ لغایت	۱۰۳۶
بقایا موجود یکم جون سنہ ۱۹۰۳ء	۳۲۰

عیسویت کا ظہور

اب غور سے اس معرفت کے دقیقہ کو سنو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقع پیش آیا کہ انکی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا اول جب کہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گذر گئے اور یہودیوں نے اہانت پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا اسی لیے وہ مصلوب ہوا اور عیسائیوں نے اہانت پر غلو کیا کہ وہ خدا تھا اور خدا کا بیٹا تھا اور دنیا کو نجات دینے کے لیے اُسنے صلیب پر جان دی پس جبکہ مسیح علیہ السلام کی بابرکت شان میں نابکار یہودیوں نے نہایت خلاف تہذیب جرح کی اور بموجب توریت کی اُس آیت کے جو کتاب استثنا میں ہے کہ جو شخص صلیب پر کھینچا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی قرار دیا مفتری اور کاذب اور ناپاک پیدائش والا ٹھہرایا اور عیسائیوں نے ان کی مدح میں اطرا کر کے ان کو خدا ہی بنا دیا اور ان پر یہ تہمت لگائی کہ یہ تعلیم انھیں کی ہے تب یہ اعلام الٰہی مسیح کی روحانیت جوش میں آئی اور اُس نے ان تمام الزاموں سے اپنی بریت چاہی اور خدا تعالیٰ سے اپنا قائم مقام چاہا تب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جنکی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ ان تمام بیجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک ثابت کریں اللہ نے کے حق میں

صداقت کی گواہی دیں یہی وجہ ہے کہ خود مسیح نے یوحنا کی انجیل کے ۱۶ باب میں کہا ہے کہ

میں تمھیں سچ کہتا ہوں کہ تمھارے لیے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم) تم پاس نہ آئے گا پھر اگر میں جاؤں تو اُسے تم پاس بھیجدونگا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا گناہ سے اسلیے کہ وہ مجھپر ایمان نہیں لاتے راستی سے اسلیے کہ اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اسلیے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ جب وہ روح حق آئیگی تو تمھیں ساری سچائی کی راہ بتا دیگی وہ روح حق میری بزرگی کرے گی اس لیے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی۔ ۱۴-۲۶۔ وہ تسلی دینے والا جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمھیں سب چیزیں سکھائے گا۔ لوقا ۱۳-۳۵۔ میں تمھیں سچ کہتا ہوں کہ مجھکو نہ دیکھو گے اُس وقت تک کہ تم کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر (یعنی مسیح علیہ السلام کے نام پر) آتا ہے۔

ان آیات میں مسیح کا یہ فقرہ کہ میں اُسے تمہارے پاس بھیجدونگا اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کی روحانیت اُسکے آنے کے لیے تقاضا کریگی اور یہ فقرہ کہ باپ اسکو میرے نام سے بھیجیگا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آنیوالا مسیح کی تمام روحانیت پائے گا اور اپنے کمالات کی ایک شاخ کی رو سے وہ مسیح ہوگا جیسا کہ ایک شاخ کی رو سے وہ موسیٰ ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیا کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کیطرف اللہ جل شانہ فرماتا ہے فبھدٰھم اقتدہ یعنی اے رسول اللہ تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر ایک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیا کی شانیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور در حقیقت محمد کا نام صلے اللہ علیہ وسلم اسی کیطرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمد کے یہ معنی ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیا کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جنکا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے

ہی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیا تھی اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پاکر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے نہایت مناسبت ہے اور اُس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اُس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیح صلے اللہ علیہ وسلم جب آیا تو اُس نے مسیح ناصری کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اُسکی صداقت کے لیے گواہی دی اور اُن تہمتوں سے اسکو بری قرار دیا جو یہود اور نصاریٰ نے اُسپر لگائی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہونچائی۔ یہ مسیح ناصری کی روحانیت کا پہلا جوش تھا جو ہمارے سید ہمارے مسیح خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے اپنی مراد کو پہونچا فالحمد للہ

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اُس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آگئی اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا بھی دعویٰ کرے گا اور خدائی کا بھی ایسا ہی انھوں نے کیا۔ نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دئے وہ قواعد مرتب کیے اور وہ ترمیم و تنسیخ کی جو ایک نبی کا کام تھا جس حکم کو چاہا قائم کر دیا اور اپنی طرف سے عقائد نامے اور عبادت کے طریق گھڑ لیے اور ایسی آزادی سے مداخلت بیجا کی کہ گویا ان باتوں کے لیے وحی الٰہی اُنپر نازل ہو گئی سو الٰہی کتابوں میں اسقدر بیجا دخل دوسرے رنگ میں نبوت کا دعویٰ ہے۔ اور خدائی کا دعویٰ اس طرح پر کہ اُن کے فلسفہ والوں نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح تمام کام خدائی کے ہمارے قبضہ میں آجائیں جیسا کہ اُن کے خیالات اس ارادہ پر شاہد ہیں کہ وہ دن رات ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح ہم ہی مینہ برسائیں اور نطفہ کو کسی آلہ میں رکھکر اور رحم عورت میں پہنچا کر بچے بھی پیدا کریں اور اُن کا عقیدہ ہے کہ خدا کی تقدیر کچھ چیز نہیں بلکہ ناکامی ہماری بوجہ غلطی تدبیر تقدیر ہو جاتی ہے اور جو کچھ دنیا میں خدا تعالیٰ کیطرف منسوب کیا جاتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگوں کو ہر ایک چیز کے اصلی اسباب معلوم نہیں تھے اور اپنے تھک جانے کی حد انتہا کا نام خدا اور خدا کی تقدیر رکھا تھا اب علل طبعیہ کا سلسلہ جب بکلی انکو معلوم ہو جائے گا تو یہ خام خیالات خود بخود دور ہو جائیں گے پس دیکھنا چاہیے کہ یورپ اور امریکہ کے فلاسفروں کے یہ اقوال خدائی کا دعویٰ ہے یا کچھ اور ہے اسیوجہ سے ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح مُردے بھی زندہ ہو جائیں اور امریکہ میں ایک گروہ عیسائی فلاسفروں کا انھیں باتوں کا تجربہ کر رہا ہی اور مینہ برسانے کا کارخانہ تو شروع ہو گیا اور اُنکا منشا ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگ مینہ کے لیے خدا تعالیٰ سے دعا کریں یا استسقا کی نماز پڑھیں گورنمنٹ میں ایک عرضی دیدیں کہ فلاں کھیت میں مینہ برسایا جائے اور یورپ میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ نطفہ رحم میں ٹھیرانے کے لیے کوئی کل پیدا ہو اور نیز یہ بھی کہ جب چاہیں لڑکا پیدا کریں اور جب چاہیں لڑکی اور ایک مرد کا نطفہ لیکر اور کسی پچکاری میں رکھکر کسی عورت کے رحم میں چڑھا دیں اور اس تدبیر سے اسکو حمل کرا دیں اب دیکھنا چاہیے کہ یہ خدائی پر قبضہ کرنیکی فکر ہے یا کچھ اور ہے اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ دجال اول نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر خدائی کا اگر اس کے یہ معنے لیے جاویں کہ چند روز نبوت کا دعویٰ کر کے پھر خدا بننے کا دعویٰ کرے گا تو یہ معنی صریح باطل ہیں ......

...... کیونکہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اُس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنائے جو اُسپر خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک اُمت بناوے جو اسکو نبی سمجھتی اور اُس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ ایسا دعویٰ کرنے والا اُسی اُمت کے روبرو خدائی کا دعویٰ کیونکر کر سکتا ہے کیونکہ وہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ تو بڑا مفتری ہے پہلے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتا تھا اور خدا تعالیٰ کا کلام ہمکو سناتا تھا اور اب اس سے انکاری ہے اور اب آپ خدا بنتا ہے پھر جب اول دفعہ تیرے ہی اقرار سے تیرا جھوٹھ ثابت ہو گیا تو دوسرا دعویٰ کیونکر سچا سمجھا جائے جسنے پہلے خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کر لیا اور اپنے تئیں بندہ قرار دیدیا اور بہت سا الہام اپنا لوگوں میں شائع کر دیا کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے وہ کیونکر ان تمام اقرارات سے انحراف کر کے خدا ٹھہر سکتا ہے ایسے کذاب کو کون قبول کر سکتا ہے سو یہ معنے جو ہمارے علما لیتے ہیں بالکل فاسد ہیں صحیح معنی یہی ہیں کہ نبوت کے دعویٰ سے مراد دخل در امور نبوت اور خدائی کے دعویٰ سے مراد دخل در امور خدائی ہے جیسا کہ آجکل عیسائیوں سے یہ حرکات ظہور میں آرہی ہیں ایک فرقہ ان میں سے انجیل کو کیا توڑ مروڑ رہا ہے کہ گویا وہ نبی ہے اور اُسپر آیتیں نازل ہو رہی ہیں اور ایک فرقہ خدائی کے کاموں میں اسقدر دخل دے رہا ہے کہ گویا وہ خدائی کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے۔

حقیقی شرافت و نجابت

تقویٰ کی کمی بیشی پر ہی انسان کی حقیقی شرافت و نجابت کا حساب ہے کیونکہ یہی انسان کو ہر قسم کی شرارت اور بدی سے محفوظ رکھتا اور پاک دل و عمدہ اخلاق حاصل کرنے کا موجب ہوتا ہے شرارت سے بچنے اور نیک بننے کا نام ہی شرافت ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے

یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

اے لوگو ہمنے تمکو مرد و عورت سے پیدا کیا اور آپس کی شناخت کے لیے تمہاری قوم اور خاندان بنائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے شریف تر وہی ہے جو زیادہ متقی ہے پس قوم یا خاندان کا فخر کرنا اور اعمال اور اخلاق پر نظر نہ رکھنا سراسر حمق اور بدعت ہے اس بیہودہ خیال کی تردید قرآن مجید کئی دلائل کے ساتھ فرماتا ہے

اول وہ یہ کہ کسی انسان کی پیدایش اپنی خواہش یا کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ محض ربانی فضل ہے جسمیں اُسکو شیخی مارنے کا کوئی حق نہیں چنانچہ انا خلقنکم میں یہ دلیل موجود ہے

دوم ہر ایک انسان کی پیدایش ایک مرد و عورت سے ہی ہوتی ہے اور اگر انتہا تک یہ سلسلہ بڑھاؤ تو ایک ہی آدم اور عورت کی نسل ثابت ہوں گے پھر اپنے خاندان کو آدم سے علیحدہ کرنا کیا بیہودہ خیال ہے چنانچہ من ذکر و انثی میں یہ دلیل موجود ہے پھر علیحدہ علیحدہ قوم اور خاندان ہونے سے آپس کی شناخت کے واسطے ایک امتیاز پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی خدا کا فضل ہے کیونکہ کسی شخص کی نسل کا اسقدر بڑھنا اور اسکو عزت حاصل ہونا کہ دنیا میں اُس کے نام سے ایک قوم قائم ہو جائے خداوند عالم کے ہی ہاتھ میں ہے چنانچہ

یہ دین و جعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا میں موجود ہے یعنی قومیت اور خاندان سے محض شناخت کی آسانی ہوتی ہے حقیقی شرافت و نجابت کو اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اپنے اعمال و اخلاق پر منحصر ہے چنانچہ یہ نتیجہ مفصلہ ذیل الفاظ میں پوری پورے زور اور کامل وضاحت کے ساتھ موجود ہے

اِنَّ اکرمکم عند اللہ اتقٰکم

یہی مسئلہ عام تجربہ اور مشاہدہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک قوم اور خاندان میں نیک پیدا ہوتے ہیں اور بد بھی کسی قوم کے ساتھ خصوصیت نہیں کہ انہیں سب کے سب خدا ترس نیک اخلاق لوگ پیدا ہوں اور دوسری میں بیباک بد طینت لوگ۔ ایک طرف ان قوموں میں جو عالی اور شریف کہلاتے ہیں بعض لوگ پہلے درجہ کے بدکار فاسق فاجر ظالم چور اور ڈاکو پیدا ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف ان قوموں میں جو کم درجہ کے اور ذلیل شمار ہوتے ہیں نہایت نیک طینت اور صالح لوگ پیدا ہوتے ہیں الغرض حقیقی شرافت اور نجابت ظاہر نظر میں بھی کسی قوم یا خاندان کی نسبت مخصوص نہیں ہے۔

۶۔ تقویٰ تمام عبادات کی روح ہے مثلاً ایک شخص نماز کے واسطے جاتا ہے مگر خدا کا خوف ساتھ نہیں تو ضرور ہے راستہ میں بدنظری کے موقعے پیش آئیں یا دل میں بُرے وسوسے پیدا ہوں یا نیت بدی کی راغب یا مرتکب ہو سوائے خوف خدا کے وہ کونسی طاقت ہے جو اس قسم کی لغزشوں سے اُسکو بچائے اگر خوف خدا ساتھ نہیں تو ضرور ہے کہ نماز کے وقت بھی شرارت کے خیال اُسکو محو رکھیں اور واپسی کے وقت بھی وہی شیطان ساتھ چمٹے رہیں اسطرح جو نماز کا مقصود ہے یعنی فحش اور منہیات سے بچانا مطلق مفقود رہے فی الحقیقت جبتک خدا کا خوف ساتھ نہیں اُسوقت تک انسان شیطانی دبا ؤ اور اُس کے ارادوں اور فعلوں سے کسی طرح بھی بچ نہیں سکتا۔ نہ اُس کی دعا میں اور توبہ میں عجز و نیاز پیدا ہو سکتے ہیں نہ اُس کے ذکر و فکر میں خلوص اور گرمی ظاہر ہو سکتی ہے اور نہ اُسکی نظر اپنے گناہوں اور خداوند عالم کے جاہ و جلال پر قائم رہ سکتی ہے۔ تمثیلات کے طور پر قرآن مجید حج قربانی اور لباس کے بیان میں تقویٰ کی حقیقت بیان فرماتا ہے

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَاتَّقُوْنِ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ۔

(حج کے واسطے) زاد راہ لو پس تحقیق تقویٰ کی بہتر زادراہ ہے اور اے ارباب دانش مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ اس آیت میں زادراہ لینے کا حکم فرما کر یہ تشریح فرمادی ہے کہ بہتر زادراہ تقویٰ ہی ہے یعنی اگر تقویٰ ساتھ ہے تو سمجھلو کہ بہتر زادراہ تمھارے ساتھ ہے کیونکہ اول تو متقی کے رزق وغیرہ کا کفیل خود رب العالمین ہو جاتا ہے دوم جب تقویٰ ساتھ نہیں تو سمجھلو کہ حج کے واسطے جو بہتر سامان تھا وہی موجود نہیں پھر اہل دانش کو مخاطب کرکے اور تاکیدی حکم فرمایا ہے کہ تم مجھسے ڈرتے رہو گویا حج کی تمام حکمت اور دانائی اسی ایک بات پر منحصر ہے کہ انسان تقوے ساتھ لیکر حج کے واسطے چلے چونکہ اصل حقیقت کا سمجھنا داناؤں کا کام ہوتا ہے اسلیے حج کی اصل حقیقت سمجھانے کے لیے مخاطب بھی اہل دانش کو فرمایا ہے پھر قربانی کے بیان میں ارشاد ہے لن

ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔

اللہ کو قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ تمہیں سے تقویٰ کی روح اور تک پہنچتی ہے گویا کہ قربانیاں بلات خود انسان کو خدا تک پہنچانے والی نہیں بلکہ وہ تقویٰ جو قربانیوں کے نفس اور نظارہ سے مقصود ہے خدا تک پہنچتا اور موجب وصال ہوتا ہے۔ لباس کی نسبت حکم ہے۔

یٰبنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم وریشا ولباس التقویٰ ذالک خیر۔

اے بنی آدم ہمنے تمپر لباس نازل کیا جو تمھارے واسطے ستر اور زینت ہے اور جو لباس تقویٰ ہے بہتر تو یہی ہے۔ حقیقت میں انسان کی اصل پردہ پوش تقویٰ ہے کیونکہ پارچات کا لباس انسان کو بیحیائی کے کاموں سے نہیں بچا سکتا جب بدارادہ ہو اور بدی کا موقعہ ہو تو کپڑے نہیں روک سکتے بلکہ تقویٰ روک سکتا ہے۔ ایسا ہی اصل زیب و زینت تقویٰ سے ہے اگر تقویٰ ساتھ نہیں تو ظاہری کپڑے ریا اور نمائش میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ نور جو متقیوں کے چہرہ کو فاجروں کے چہرے سے ممیز کر دکھاتا ہے نمایاں نہیں ہوتا گویا جس لباس سے انسان کی زیادہ پردہ پوشی ہو اور زیادہ زیبائش ہو وہ تقویٰ ہی ہے یہی وجہ ہے کہ متقی لوگ بناؤ سنگار کی کچھ پروا نہیں کرتے بلکہ عموماً سادگی پسند ہوتے ہیں اور برعکس اُن کے دنیا پرست بیدین لوگ نمائش اور آرایش کے ہی مشغول رہتے ہیں اندرون پر انکی کوئی نظر نہیں فقط ظاہر ہیں اور ظاہر پرست ہوتے ہیں کپڑوں کے سنگار اور نمایش مشتاق اس آیت پر غور کریں۔ فی زمانہ یہ بیہودہ پرستش ریاکاری کو انتہا تک پہنچا رہی اور بے شمار مصائب کا موجب بن رہی ہے کم حیثیت لوگوں کا روپیہ جو اولاد کی تربیت اور دیگر مفید کاموں میں صرف ہو سکتا تھا وہ بیجا نمایش اور ریاکاری پر قربان ہو رہا ہے۔ اصل یہ ہے۔ مال حرام بجائے حرام۔ بیدینوں کی کمائی جو عموماً حرام ہوتی ہے اسی وجہ سے فضول رسموں اور واہیات عادتوں میں صرف ہوتی ہے اور یونہی برباد ہو جاتی ہے متقی لوگوں کی کمائی نیک ہوتی ہے اسی وجہ سے نیک اور مفید کاموں میں خرچ ہوتی ہے۔

علامات ظہور مہدی مسعود

۱۔ چودھویں صدی میں سے چودہ برس گذر گئے جس کے سر پر ایک مجدد کا پیدا ہونا ضروری تھا

۲۔ صلیبی حملے مع گستاخی اسلام پر نہایت زور کے ہوئے جو کسر صلیب کرنے والے مسیح موعود کو چاہتے تھے

۳۔ ان حملوں کے کمال جوش کے وقت میں ایک شخص ظاہر ہو جسنے کہا کہ میں مسیح موعود ہوں

۴۔ آسمان پر حدیث کے موافق ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا کسوف و خسوف ہوا۔

۵۔ ستارہ ذو السنین نے طلوع کیا۔ وہی ستارہ جو حضرت عیسیٰ کے وقت میں نکلا تھا جس کی نسبت حدیثوں میں پیشگوئی کردہ آخر زمان یعنی مسیح موعود کے وقت میں نکلے گا

۶۔ ملک میں طاعون پیدا ہوا ابھی معلوم نہیں کہ کب تک انجام ہو۔ یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ آخر زمانہ مسیح موعود کے زمانہ میں طاعون پھوٹے گی۔

۷۔ حج بند کیا گیا۔ یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ آخر زمانہ یعنی مسیح زمانہ میں لوگ حج نہیں کر سکیں گے۔ کوئی روک واقع ہو گی۔

۸۔ ریل کی سواری پیدا ہو گئی یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہو گی جو صبح اور شام اور کئی وقت چلیگی اور سکا مدار آگ پر ہو گا اور صدہا لوگ اسمیں سوار ہو نگے

۹۔ بباعث ریل اکثر اونٹ بیکار ہو گئے یہ بھی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ملفوظات احمدیہ

مبارکہ کے متعلق الہام ۱۰ - مارچ ۱۹۰۳ء کی صبح کو بوقت سحر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مبارکہ (حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی کا نام ہے) اسماعیلہ پنجابی زبان میں بول رہی ہے کہ

مینوں کوئی نہیں کہہ سکدا کہ ایسی آئی جس نے ایہہ مصیبت پائی

ہمت بلند رکھنا ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ ہمت اخلاق فاضلہ میں سے ہے اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے ہر وقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت و تائید کے لئے طیار رہنا چاہیے اور کبھی بزدلی ظاہر نہ کرے بزدلی منافق کا نشان ہے۔ مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے۔ مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں ہے کہ اسمیں موقعہ شناسی نہ ہو۔ موقعہ شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے وہ تہور ہوتا ہے۔ مومن میں شتاب کاری نہیں ہوتی بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمل کے ساتھ نصرت دین کے لئے طیار رہتا ہے اور بزدل نہیں ہوتا۔

انسان سے کبھی ایسا کام ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کر دیتا ہے اور کبھی ناپسند کر دیتا ہے مثلاً کسی سائل کو اگر دھکا دیا تو سختی کا موجب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والا فعل ہوتا ہے اور اسے توفیق نہیں ملے گی کہ وہ اس کو کچھ دے سکے لیکن اگر نرمی یا اخلاق سے پیش آوے گا اور خواہ اسے پیالہ پانی ہی کا دیدے تو وہ انشراح کا موجب ہو جاویگا

قبض و بسط انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی ہے۔ بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے اور قلب میں ایک انشراح پیدا ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھتی ہے۔ نمازوں میں لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی سی حالت ہو جاتی ہے جب یہ صورت ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درود شریف بہت پڑھے۔ نماز بھی بار بار پڑھیں قبض کے دور ہونے کا یہی علاج ہے۔

علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی۔ تو یاد رکھو کہ وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔

حضرت حجۃ اللہ امام الملۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات

میاں نور محمد صاحب کے نام

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی مخلصی اخویم میاں نور محمد صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ

میں نے آپکے وہ تمام خط جو آپنے بدست امروں شاہ صاحب بنام مولوی حکیم نور الدین بھیجے تھے حقیقت میں خدا تعالیٰ نے آپکو بہت اخلاص اور محبت اور جوش عطا کیا ہے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ دن بدن آپکو ترقی بخشے اور اپنی مرضی کی راہوں پر چلاوے آمین اور میری یہ حالت ہے کہ جیسے ایک چرواہا اپنی بکریوں کو محبت اور ہمدردی سے چراتا ہے کہ اگر کوئی بکری لنگڑی ہو یا ابھی بچہ ہو تو رحم سے ایسا انتظام کرتا ہے کہ وہ ہمسایہ خاص ہو بلکہ بسا اوقات اپنے کاندھے پر اٹھا لیتا ہے۔ مگر وہ بکریاں لڑیں تو کوشش کرتا ہے کہ لڑائی سے باز آجاویں سو ایسا ہی اپنی جماعت کے لئے میرا خیال ہے چاہیے کہ اچھے بدوں پر رحم کریں اور ان کے حق میں دعا کریں کہ وہ بھی نیک اور خاکسار ہو جاویں چاہیے کہ ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کا گناہ بخشے والسلام

مرزا غلام احمد ۷ - جنوری ۱۸۹۹ء

جماعت کو اپنی ہمدردی کی تعلیم اور بنی نوع سے ہمدردی کا اظہار

ذیل میں جو مکاتیب شریفہ ہم درج کرتے ہیں یہ تعزیت اور نصیحت کے مضمون پر مشتمل ہیں اور مشکلات و مصائب میں انسان کے لئے خضر راہ ہیں۔

ایڈیٹر

میر عباس علی کے نام

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ

خبر وحشت اثر وفات لخت جگر آں مخدوم سے حزن و اندوہ ہوا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ مومن کو اس بیہ ثبات گھر اور ناپائدار جگہ میں ابتلاء سے چارہ نہیں یہی عادت اللہ انبیاء و رسل اور صدیقوں کے ساتھ جاری ہے جسکو اس دنیا میں رنج نہیں پہنچا اسکا قدر و منزلت جناب الٰہی میں کچھ نہیں۔ ۵ - اپریل ۱۸۸۴ء

ایضاً

السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ عنایت نامہ پہنچا اللہ جلشانہٗ آپ کے گھر کے لوگوں کو اور آپ کو صبر بخشے دنیا مقام مصائب و حوادث ہے ایک حدیث صحیح میں ہے کہ جسپر کوئی بھی مصیبت نازل نہیں ہوئی اسکا نجات پانا بہت مشکل ہے اگرچہ پیغمبر زادہ ہو اور ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جب مصیبت زدوں کو اجر دئے جاوینگے تو لوگ حسرت کرینگے کہ کاش ہمارے بدن دنیا میں مقراضوں سے کاٹے جاتے تا ہم آج اوس کا اجر پاتے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس مومن کے دل پر کسی کے سخت موت کا داغ ہو اور اُس نے صبر کیا ہو تو خدا تعالیٰ اسے دو اجر دیگا ایک دنیا میں ایک آخرت میں غرض مومن کو مصائب سے چارہ نہیں ہے خدا تعالیٰ جس مومن سے پیار کرتا ہے۔ اسکو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرزند متوفی فرط ہے یعنے پیش خیمہ ہے اور اپنے والدین کے لئے بہشت میں جا کر سامان طیار کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ صبر بخشے تا اوس کا ثواب مترتب ہو وقت مصیبت پر از حد بے صبری کرنا کوتہ نظری ہے دنیا کا معاملہ خود چند روزہ ہے قضا و قدر کی لڑائی گرم ہے ہر ایک کے سر پر تقدیر کھڑی ہے پھر کیوں ثواب کو ضائع کیا جاوے۔ ۳ - مئی ۱۸۸۵ء

بابو محمد صاحب کے نام

مولیٰ کریم جلشانہٗ جو قادر مطلق ہے اس پر قوی بھروسہ رکھیں وہ آخر اپنے مبتلا بندہ پر رحم کرتا ہے اس نے رجوع کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں کیا اس کی قدرت اور طاقت کا کسی نے انتہا پایا ہے! غم کے دنوں میں بہت مزا ہے۔ اور بہت کچھ برکتیں ہیں مگر پیچھے سے قدر معلوم ہوتی ہے۔

۲۱ - اگست ۱۸۸۵ء

ایضاً

خط آمدہ میر عباس علی سے حال انتقال فرزند مخدوم معلوم ہوا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون یہی مصائب ہیں جنپر صبر کرنیوالوں کو حضرت خداوند کریم بشارت دیتا ہے اولئک علیہم الصلوٰۃ من ربہم و رحمۃ سو خدا تعالیٰ صبر جمیل بخشے اور نعم البدل عطا کرے اکثر رسم اور عادت کے طور پر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر حقیقت ایمان یہی ہے کہ قضا و قدر کے

نزول کے وقت مولیٰ کریم کی فعل پر انقباض پیدا نہ ہو۔ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ اگر کوئی مصیبت کے وقت بکمال انشراح انا للہ وانا الیہ راجعون کہے خدا تعالیٰ اسکو نعم البدل اس چیز کا عطا کرتا ہے جو تلف ہوگیا ہے۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ مومن کی بڑی دولت ایمان اور خوشنودی حضرت باری ہے اگر یہ دولت مومن کو حاصل ہے تو کسی نوع کے نقصان سے اس کا کچھ نقصان نہیں۔ انسان اپنی کوتہ نظری سے یہ خیال کرتا ہے کہ فلاں فلاں چیز میری راحت کا موجب ہیں اور ان کے تلف ہوجانے سے میری زندگی تلف ہوجائیگی لیکن وہ اصل رنج اور راحت دونو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ اپنی قدرتوں سے بندوں کو حیران کر دیتا ہے اور کوئی چیز اس کے آگے انہونی نہیں ہے اسپر مضبوط ایمان سے توکل کرنا چاہیے کہ وہ ذات پاک فی الواقعہ موجود ہے جس کے دست تصرف میں زمین آسمان اور ہر ایک چیز ہے۔

خدا داری چہ غم داری۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۲ء

ایضاً

موت کی فلاسفی موت خواہ دور ہی ہو پھر بھی نزدیک ہے اس عاجز کو موت کا اندیشہ نہیں کیونکہ وہ تو ایک ضروری اور لابدی امر ہے اور ایک مرکب ہے جو دوست کو دوست تک پہنچاتا ہے البتہ یہ خیال ہے کہ خداوند کریم جس کاروائی کو شروع کیا گیا ہے انتہا تک پہنچا دے سو ایسا ہی اس جناب عز شانہ سے امید ہے۔ ۲۰۔ فروری ۱۹۰۳ء

حضرت حکیم الامت کے نام

دنیا کی حقیقت اور راحت کا اصل

مخدومی مکرمی اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دنیا جائے تردد و حزن و مصیبت و غم ہے نہ ایک کے لئے بلکہ سب کے لئے ہے۔ جسکے ابتدا میں طفلی و بیچارگی اور آخر میں پیرانہ سالی دیکھو جسکو اگر عمر طبعی تک پہنچے اور سب کے آخر موت رباعی برآید کہ فلاں بماند اس میں پوری پوری راحت و خوشی کا طلب کرنا غلطی ہے۔ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے اپنے لئے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ اصل حقیقت دنیا میں میرے لئے غم و مصیبت ہے اور اگر کبھی خوشی پہنچ جاوے تو یہ ایک زائد امر ہے۔ جس کو میں اپنا حق نہیں سمجھتی سو مومن کو ہر دم میدان بن کر اس دار فانی سے تلخیاں و ترشیاں اٹھانی چاہئیں۔ ہمارا وجود انبیاء علیہم السلام اور اماموں سے کچھ انوکھا نہیں بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ دقت معاش و رسوم و راحت طلب آتی ہیں تب ہی محسوس ہوتی ہیں کہ جب حضرت ایوب کی طرح مصیبتوں پر صابر ہو کر یہ کہیں کہ میں ننگا آیا اور ننگا ہی جاؤں گا۔

مفلسی تسلیم و دست از ہر مایہ فشاندیم

وز خبیث شیطان از مفلساں چہ خواہد

فقط والی اللہ وکفیٰ ذالمن کان للہ کان اللہ لہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

(خاکسار مرزا غلام احمد)

باقی باللہ لوگ

ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ اسطرح سے رہتے سہتے تھے کہ جس طرح کوئی کسی بڑے بادشاہ کے ہاں مہمان ہوتے ہیں کوئی کسی امر میں وہ اپنے واسطے فکر نہ کرتے تھے کسی نے سوال کیا کہ حضرت آپ اپنے لئے کسی امر کے واسطے کیوں فکر نہیں کرتے تو انہوں نے منہ میں انگلی ڈال کر جواب دیا او! سنو! جب کوئی کسی بڑے شخص کے ہاں مہمان ہوتا ہے اسے یہ نہیں چاہیے کہ وہ کسی امر میں اپنے لئے فکر کرے ورنہ وہ اپنے میزبان کی ہتک کرتا ہے تو پھر انہوں نے پوچھا کہ حضرت کہا ہے کہ تین دن سے زیادہ مہمان نہیں رہنا چاہیے۔

ابو مدین نے جواب دیا کہ ہاں یہ بہت صحیح ہے۔ مگر دیکھو ہم خدا کے مہمان ہیں اور خدا کا ایکدن ہزار برس کا ہوتا ہے۔ اگر ہم تین ہزار برس سے زیادہ رہیں گے تو پھر کہنا مگر ہم ایسا نہیں کرینگے بلکہ اس سے پہلے ہی چلے جائیں گے۔ وہی شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے پھر خوب نظر کی اور کوشش سے دیکھنا شروع کیا کہ آیا کوئی ایسی ضرورت ہوتی ہے جس کے واسطے انکو خود تردد کرنا پڑے مگر ایسا نہیں ہوا۔ ضرورت بعد میں آتی اور اسباب پہلے مہیا ہو جاتے تھے۔

ایک ولی اللہ کا ذکر ہے کہ وہ ایک جنگل کے رستہ حج کو چلے راستہ دور تھا دوسرے رفیق نے کہا کہ حضرت کچھ توشے ساتھ لے لیں فرمایا کہ کچھ ضرورت نہیں جب ضرورت ہوگی اللہ تعالیٰ اسی وقت دیدیگا اس شخص نے اسباب کو کچھ سی بات سمجھ کر کچھ توشے اپنے ہمراہ لے لئے کہ رستہ میں جب ضرورت ہوگی تو پوچھوں گا۔ چنانچہ ایسا موقع آیا تو وہ کہنے ہی کو تھا کہ اس مرد خدا کو ایک شے ہو السمع الی کما علی ہذا القیاس خانہ کعبہ تک کسی موقع پر ایسا ہی ہوا مگر ہر جگہ بیان کو گرا ہوا سمجھ کر ایسا ہی کیا وہ ہمراہی حیران ہو کر خدا تعالیٰ کے عجائبات پر ایمان لایا۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

علم خشیۃ اللہ کے پیدا ہونے کا ایک آلہ ہے چنانچہ فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔

صلوٰۃ علی النبی اول۔ اوقات الصلوٰۃ علی النبی۔ (۱) مسجد میں آتے اور جاتے وقت (۲) جہاں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک کہ آوے (۳) ہر دعا کے اول اور آخر میں (۴) نمازوں میں (۵) جمعرات اور جمعہ کو اکثر وقت۔

دوم۔ معنے الصلوٰۃ۔ صفت کرنا تعظیم کرنا دعا کرنا۔ رحمت کرنا۔ کامیابی۔ شاباش۔ شفاعت معظم و مکرم ہونا۔

سوم درود شریف پڑھتے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو یاد کرو کہ آپ نے ہماری بہتری کے واسطے کیا کیا تکالیف اٹھائیں۔

اور پھر کسطرح بد دنیا کے اغلال سے ہمکو چھڑایا۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج کی ترقیوں اور کامیابیوں کو مدنظر رکھو۔

صلوٰۃ اللہ وصلوٰۃ الملائکۃ علی النبی۔ یہ ایک مسلم امر ہے کہ نیکی کے بتانے والا اس شخص کے ثواب کا بھی وارث ہوتا ہے جسکی تعلیم کی وجہ سے وہ شخص نیکی کرتا ہے الدال علی الخیر کفاعلہ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا ثواب ہر وقت ملتا ہے۔ کیونکہ کروڑوں انسان ہر وقت آپکے بتانے کی وجہ سے نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ وغیرہ نیکی کے کام کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام نیک اعمال کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں بھی بڑھتا جاوے گا جو آپ کے مدارج عالیہ میں ترقی کا باعث ہے۔

(ج) دعا کا مسئلہ بھی مسلم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کروڑوں انسان ترقی مدارج کے واسطے دعا کرتے رہتے ہیں پھر کیا ان کی دعاؤں کا کچھ نتیجہ نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔

آپ پر صلوٰۃ کا ثبوت از روئے کامیابی بھی آپ پر ہر وقت صلوٰۃ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ علاوہ بریں کوئی مذہب ایسا نہیں جسکے اصول بھی قائم رہے ہوں۔ برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی رنگ کے واسطے تو اشرف تک معظمہ پھر ہر صدی پر مجدد موجود رہتے ہیں۔

قرآن شریف جیسی پاک کتاب کے ابتدا اور انتہا میں بھی اعوذ پڑھنے کا حکم ہے تو باقی لوگوں کی بنائی ہوئی کتابوں کو تو بطریق اولیٰ پہلے استعاذہ کر کے پڑھنا چاہیے۔

کسر کا پتہ کیونکر لگتا ہے۔ اول۔ لڑکیوں سے پینے یا دیتے ہیں۔
دوم۔ جب مباحثہ کے وقت یا اگر مخالفت میں کوئی شخص اسے سخت یا سست کہے۔
سوم۔ غیر قوموں کے تعلقات سے۔

قسم کی فلاسفی دنیا میں قسم تین طرح کے لوگوں کے کام آتی ہے ادنیٰ یا اوسط یا اعلیٰ۔ ان تینوں ہی قسم کے آدمیوں کے کام قسم آتی ہے۔ ادنیٰ قسم کے لوگ جو دلائل سے ناواقف ہوتے ہیں ان کو قسم پر اعتبار ہوتا ہے اور وہ یقین کرتے ہیں کہ جھوٹی قسم کھانے والا ذلیل ہو جاتا ہے۔ جیسا پنجابیوں میں ایک ضرب المثل ہے ان الایمان تضیع الارض بلقع اب عوام کے مذاق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی سچائی ثابت ہوتی ہے کہ اس قدر قسمیں آپ نے کھائیں مگر ذلیل نہیں ہوئے بلکہ آپ نے کامیابی اور ترقی حاصل کی۔

دوم۔ اوسط درجہ کے واسطے بھی قسمیں مفید ہیں یا وضاحت اور کچہریوں میں قسم بطور شاہد سمجھی جاتی ہے اور سوم اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے واسطے بھی قسم مفید ہوتی ہے اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں فلاسفروں کو علمی سمجھتے ہیں انہیں بھی قسم کے ذریعہ اتمام حجت کی گئی ہے کیونکہ قرآن شریف میں جس چیز کی قسم کھائی ہے اسکو بطور شاہد ٹھہرایا ہے اور اس کے حقائق اور خواص کیطرف توجہ دلائی ہے۔

دعا کی قبولیت کے دو قسم ہوتے ہیں ایک قبولیت بطور اجتبا ہوتی ہے دوسری بطور ابتلا اسواسطے ضروری ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے بڑا بڑا استغفار کر لیا جاوے ایسا نہ ہو کہ دعا کی قبولیت ابتلائی رنگ میں ہو جاوے

انسان کو تین زبانیں سیکھنی لازم ہیں۔ اول۔ دین کی زبان۔ ملک کے شرفا کی زبان اور حاکم وقت کی زبان۔

(حضرت مسیح الزمان)

ایمان کیوں پیدا ہوتا ہے قرآن شریف سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان کی فطرت میں سعادت اور ایک مناسبت نہ ہو ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل اگرچہ کھلے کھلے نشان لے کر آتے ہیں مگر اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان نشانوں میں ابتلا اور خفا کے پہلو بھی ضرور ہوتے ہیں سعید جو باریک بین اور دوربین نگاہ رکھتے ہیں اپنی سعادت اور مناسبت فطرت سے ان امور کو جو دوسروں کی نگاہ میں مخفی ہوتے ہیں دیکھ لیتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں۔ لیکن جو سطحی خیال کے لوگ ہوتے ہیں اور جنکی فطرت کو سعادت اور رشد سے کوئی مناسبت اور حصہ نہیں ہوتا وہ انکار کرتے ہیں اور تکذیب پر آمادہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ برا نتیجہ انکو برداشت کرنا پڑتا ہے

دیکھو مکہ معظمہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ تو ابوجہل بھی مکہ ہی میں تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکہ ہی کے تھے لیکن ابوبکر رض کی فطرت کو سچائی کے قبول کرنے کیساتھ کچھ ایسی مناسبت تھی کہ ابھی آپ شہر میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے۔ راستہ ہی میں جب ایک شخص سے پوچھا کہ کوئی نئی خبر سناؤ اور اس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اسجگہ ایمان لے آئے اور کوئی معجزہ اور نشان نہیں مانگا اگرچہ بعد میں بے انتہا معجزات آپ نے دیکھے اور خود ایک آیت ٹھہرے۔ لیکن ابوجہل نے باوجودیکہ ہزاروں ہزار نشان دیکھے لیکن وہ مخالفت اور انکار سے باز نہ آیا اور تکذیب ہی کرتا رہا۔ اس میں کیا سر تھا۔ پیدائش دونوں کی ایک ہی جگہ کی تھی ایک صدیق ٹھہرتا ہے اور دوسرا جو ابوالحکم کہلاتا تھا وہ ابوجہل بنتا ہے۔ اسمیں یہی راز تھا کہ اس کی فطرت کو سچائی کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔ غرض ایمانی امور مناسبت ہی پر منحصر ہیں۔ جب مناسبت ہوتی ہے تو وہ خود معلم بن جاتی ہے اور امور حقہ کی تعلیم دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہل مناسبت کا وجود بھی ایک نشان ہوتا ہے۔

میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور میں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں مگر افسوس ہے اس دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے ہیں وہ کہ وہ وقت ضرور آئیگا کہ خدا تعالیٰ سب کی آنکھیں کھول دیگا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دنیا پر کھل جائے گی لیکن وہ وقت وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جاویگا اور پھر کوئی ایمان سودمند نہو سکے گا میرے پاس وہی آتا ہے جسکی فطرت میں حق کی محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے۔ جسکی فطرت سلیم ہے وہ دور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھینچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے لیکن جسکی فطرت میں سلامت روی نہیں ہے اور جو مردہ طبیعت کے ہیں انکو میری باتیں سودمند نہیں معلوم ہوتی ہیں وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار۔ اور تکذیب پر تکذیب کرکے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ ان کا انجام کیا ہونیوالا ہے۔ میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اٹھا سکتے کیا کبھی پہلے بھی انہوں نے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ بھی اوٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر ہو کر اس دنیا سے اوٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈرجاوے کیونکہ میں **خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں** میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں۔

حسن ظنی سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے مامور و رسول کی صحبت سے فائدہ اوٹھاتے ہیں ان کا ایمان انکو ضائع نہیں کرتا بلکہ بردمند کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صادق کی شناخت کے لئے بہت مشکلات نہیں ہیں ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور خدا کا خوف مد نظر رکھے صادق کو پھر کبھی تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

(انتخاب نعمت الحسیم)

واضح رہے کہ فنافی اللہ کے درجہ کی تحقیق کے بعد یعنی اوس درجہ کے بعد جو اسلم وجہہ للہ کے مفہوم کو لازم ہے جسکو صوفی فنا کے نام سے اور قرآن کریم استقامت کے اسم سے موسوم کرتا ہے درجہ بقا اور لقا کا بلا توقف پیچھے آنیوالا ہے۔ یعنی جبکہ انسان خلق اور ہوا اور ارادہ سے بکلی خالی ہو کر فنا کی حالت کو پہنچ گیا تو اس حالت کے راسخ ہونے کے ساتھ ہی بقا کا درجہ شروع ہو جاتا ہے۔ مگر جب تک یہ حالت راسخ نہ ہو اور خدا تعالیٰ کی طرف بکلی جھک جانا ایک طبعی امر نہ ٹھہر جائے تب تک مرتبہ بقا کا پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ مرتبہ صرف اوس وقت پیدا ہوگا کہ جب ہر ایک اطاعت کا تصنع درمیان سے اوٹھ جائے اور ایک طبعی روئیدگی کی طرف فرمانبرداری کی سرسبز اور لہرانی ہوئی شاخیں دل سے جوش مار کر نکلیں اور واقعی طور پر سب کچھ جو اپنا سمجھا جاتا ہے خدا تعالیٰ کا ہو جائے اور جیسے دوسرے لوگ ہوا پرستی میں لذت اوٹھاتے ہیں اوس شخص کی تمام کامل لذتیں پرستش اور یاد الٰہی میں ہوں اور بجائے نفسانی ارادوں کے خدا تعالیٰ کی رضیات جگہ پکڑ لیں +

ماسٹر نبی بخش
احمد جان
مالک کارخانہ گبرون تکیہ گوجراں لودیانہ
پنجاب
نمونجات گبرون و جنتری معہ فہرست دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں

حفظ صحت اور اسلام

نمبر ۔ ۶

بخوبی سمجھتا اور ہر موسم کے لئے اپنی حیثیت اور حالت کے مطابق علیحدہ علیحدہ لباس مہیا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسا کسی کو میسر آتا ہے ویسا اپنے لئے خود انتظام کر لیتا ہے۔ لہٰذا اس پر طول طویل بحث کرنا چنداں ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم ذیل میں محض مختصر طور پر مختلف اقسام لباس کا ذکر کرتے ہیں۔

کپڑے عموماً مندرجہ ذیل اشیاء کے بنائے جاتے ہیں۔ روئی۔ اون۔ سنی۔ ریشم۔ نری۔ پوستین۔ ربڑ۔

روئی کے ریشے سخت مضبوط اور دیرپا ہوتے ہیں۔ دھونے سے اون کی طرح سکڑتے نہیں انمیں پسینہ یا پانی وغیرہ جذب کرنیکی قوت نہایت ہی کم بلکہ کالعدم ہوتی ہے گرمی اور سردی کی حفاظت روئی کے پارچات سے اون کی نسبت کم ہوتی ہے۔ ہر قسم کی بو روئی کے ریشوں میں بہت جذب ہوتی ہے۔ اسکا کپڑا اور اونکی نسبت سستا اور دیرپا ہوتا ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ روئی کے ہی کپڑے پہننے میں آتے ہیں مگر اونی کپڑوں کے مقابلہ پر اسمیں یہ کمی ہے کہ بو کو بہت زیادہ جذب کرتے اور تیز سردی وگرمی سے کم حفاظت کرتے ہیں۔

سنی کے ریشے بھی سخت مضبوط اور دیرپا ہوتے ہیں پسینہ روئی کے ریشوں کی نسبت زیادہ جذب کرتے مگر سردی اور گرمی سے کم حفاظت کرتے ہیں۔

اونی کپڑے سردی وگرمی سے حفاظت کرتے۔ ہر قسم کی بو کو کم مگر پسینہ کو زیادہ جذب کرتے ہیں جسقدر جسم کا پسینہ خارج ہوتا ہے اُس کو ساتھ ہی ساتھ جذب کرتے رہتے ہیں۔ یہ جذب شدہ پسینہ بتدریج کپڑوں میں سے تبخیر ہوکر اڑتا رہتا ہے۔ اسطرح سے سرد ہواؤں سے خوب حفاظت رہتی ہے۔ یعنی اگر ورزش کے بعد پسینہ بکثرت خارج ہوکر یکدفعہ تبخیر ہو تو جسم کو سردی لگ کر نقصان پہنچنے کا طرح طرح سے اندیشہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر اون کے کپڑے پہن لئے جائیں تو تمام پسینہ اون میں جذب ہوکر بتدریج اڑتا اور سردی لگنے سے حفاظت کرتا ہے۔

اگر سردی کے موسم میں اونی کپڑے پہنے جائیں تو جسم کی حرارت کو باہر خارج ہونے سے روکتے اور خود گرم ہوکر سردی سے حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جب گرمی اور سردی معمولی حالت پر ہو تو روئی کے کپڑے زیادہ موزوں ہیں۔ اونی کپڑوں میں ایک یہ بڑی قباحت ہے کہ وہ دھونے سے سکڑ جاتے اور کچھ مدت کے بعد اُس کے ریشے سخت ہوکر قوت جاذبہ سے بے بہرہ رہ جاتے ہیں۔ جانوروں کی کھال کے کپڑے نہایت ہی گرم ہوتے ہیں تیز سرد ہوائیں اون کے اندر سے گزر نہیں سکتیں اور جسم کی قدرتی حرارت بھی اندر ہی بند رہتی ہے۔ سرد پہاڑی ملکوں میں جہاں کہ سرد ہوائیں نہایت تیز چلتی ہیں۔ پوستین بڑے کارآمد ہوتے ہیں۔

ربڑ کے کپڑے بھی قریب قریب پوستین کا کام دیتے ہیں کیونکہ ان کے اندر بھی سرد ہوائیں گزر نہیں کر سکتیں۔ اور جسم کا پسینہ اور حرارت اندر ہی بند رہتے ہیں۔

ہر قسم کے واٹر پروف کپڑے جن کے اندر پانی جذب نہیں ہو سکتا نہایت گرم ہوتے ہیں۔

الغرض سردی سے بچنے کے واسطے سب سے بہتر کپڑا اونی ہوتا ہے۔ اوس سے دوئم درجہ پر پوستین اور سوئم درجہ پر ربڑ اور دیگر واٹر پروف۔

گرمی کے واسطے سفید کپڑا خواہ کسی ساخت کا ہو موزوں ہے کیونکہ سفید رنگ کے پارچات بہت کم حرارت جذب کرتے ہیں۔

تیز سرد ہواؤں سے بچنے کے واسطے سب سے بڑھ کر پوستین ہے۔ اوس سے دوئم درجہ پر ربڑ اور دیگر واٹر پروف۔ روئی دار کپڑے بھی سردی اور تیز سرد ہواؤں سے خوب حفاظت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ باہر کی سرد ہوا کو اندر گذر کرنے سے روکتے اور جسم کی حرارت اور پسینہ کو جلد زائل ہونے سے مانع ہوتے ہیں۔

غفلت

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ

تحقیق بہت لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں غفلت کا نتیجہ صریح بربادی ہے یہ لوگ غفلت کے نشہ میں اُن نتایج کو نہیں دیکھتے کاش ایک نظر بھی غور سے دیکھیں جسقدر وقت انسان لہو ولعب میں کھوتا ہے۔ اپنی عمر عزیز کو مفت برباد کرتا ہے عالم میں ہر طرف عبرت انسانی اور ذکر الٰہی کے نشانات اور بیانات ہیں مگر غفلت کی وجہ سے انسان آنکھوں کے ہوتے نہیں دیکھتا۔ کانوں کے ہوتے نہیں سنتا اور عقل کے ہوتے نہیں سمجھتا۔ عالیشان مکانات جو ویران کھڑے رہ جاتے ہیں یاد دلاتے ہیں کہ اون کے بنانے والے صاحب عزت ودولت اشخاص تھے مگر کسی وجہ سے اوس احکم الحاکمین نے اون کی نسل اور نام کو دنیا سے مٹا دیا۔ کسی کی بدکار اولاد بتلاتی ہے کہ حرام کمائی اور مال جمع چھوڑ جانے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ اولاد عیاش اور بدچلن ہو جائے اور تمام مال زناکاری اور شراب نوشی میں صرف ہو۔ رسم پرست لوگ غمی اور شادی کے موقعوں پر قرض اوٹھاتے اپنی زمینوں یا مویشی یا مکانات یا اسباب وظروف کو گروی رکھ کر ہمیشہ کے واسطے برباد ہو جاتے اور دنیا کو دکھلاتے ہیں کہ خلاف شرع رسوم کا یہی نتیجہ ہے۔ افیمیوں۔ شطرنجبازوں اور قماربازوں کی اولاد آوارہ گرد سست بدچلن اور نکمی ہوتی ہے۔ تحصیل علوم وفنون اور محنت کشی کی کوئی قابلیت نہیں رہتی اور سخت تنگی وذلت یا جوئے اور چوری میں عمر گزار کر دنیا کو سبق دیتی ہے کہ بیہودہ کھیلوں کا یہی پھل ہے۔ جھوٹے حکیم اور دکاندار جلد رسوا ہوکر سخت نقصان اور ذلت میں پڑ جاتے اور نمونہ پیش کرتے ہیں کہ جھوٹ کیسے انسان کو برباد کرتا ہے جو ماں باپ اپنی اولاد سے بیجا ناز کرتے اور اطاعت کی عادت اون میں نہیں ڈالتے تو وہ اولاد سخت گستاخ اور نافرمان اور وحشی اور عموماً بداخلاق بدچلن اور نکمی ہوتی ہے غفلت کے بُرے نتایج حالات انسانی میں ہم روزانہ دیکھتے اور سنتے اور جانتے ہیں پر غفلت ایسا نشہ ہے کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے سنتے ہوئے نہیں سنتے اور جانتے ہوئے نہیں جانتے۔ چوروں ڈاکوؤں۔ سودخواروں۔ راشیوں اور ہر قسم کے ظالموں کی قطع نسل۔ زانیوں اور شرابیوں کی تباہی بیکاروں اور آوارہ گردوں کی رسوائی۔ قماربازوں دغابازوں اور جھوٹوں کی ذلت متکبروں اور رسم پرستوں کی خواری نازپروردوں اور بےعلموں کی بربادی احکام الٰہی کے خلاف چلنے والوں کی بےعزتی واہیات کتب پڑھنے والوں کا نکما پن۔ اور برائے نام مولویوں کی لڑائی ہم روزانہ دیکھتے ہیں پر کچھ عبرت نہیں کچھ خوف نہیں اور کوئی کوشش نہیں۔ غفلت نے بالکل مدہوش اور بےخبر بنا رکھا ہے ہر ایک بُرے اور بھلے عمل کے بُرے اور بھلے نتایج ہم ساتھ کے ساتھ دیکھتے جاتے ہیں۔ ایک بدی سے دوسری بدی پیدا ہوتی ہے اور دوسری سے تیسری اسی طرح پر بدفعلیوں سے بدفعلیوں کے سلسلے ترقی پکڑتے ہیں۔ برعکس اسکے نیکیوں سے نیکیوں کے سلسلے پھر ایک نتایج تو ساتھ کے ساتھ ہم بھگت رہے ہیں۔ اور آخری نتایج کو یوم الدین کے بعد پہنچ جاتے قرآن مجید فرماتا ہے اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ۔ لوگوں کے واسطے اون کا حساب قریب ہو گیا پر وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ جب مجرم سزا کو پہنچتا یا عزرائیل آکر سر پر موجود ہوتا یا وقت نزع پر پہنچتا ہے اوسوقت انسان اپنے عملوں پر پشیمان ہوتا اور افسوس کھاتا ہے اور جب اپنے عملوں کی پوری سزا کو دیکھیگا اسوقت تو صاف آنکھیں کھل جائینگی پھر چلائیگا يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔ اے بدبختی کہ ہم تحقیقاً اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے۔ اب ہم اس مضمون کو علیحدہ علیحدہ حصوں میں آیات قرآنی کے مطابق بیان کرتے ہیں (باقی آئندہ)

آیات اللہ کے مکذب کی مثال

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب
کے ایک خطبہ سے اقتباس

مثل الذین حملوا التوراۃ ثم
(مثال ان کی جن کو لادی توریت پھر)
لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا۔
(نہیں اوٹھائی اناگدھے کی اوٹھاتا ہے کتابیں)
بئس مثل القوم الذین کذبوا بایٰت اللّٰہ
(بُری ہے مثال اس قوم کی جس نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو)
واللّٰہ لایھدی القوم الظالمین (سورۃ جمعہ)
(اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم اصل اور گُر بتایا ہے ان حقائق اور معارف کے معلوم کرنیکا جو اوس کی مجید و حکیم کتاب میں موجود ہیں اور ساتھ ہی یہ تعلیم بھی دی ہے کہ وہ کیا بات ہے جو انسان کو کامیابی اور اسرار کتاب اللہ سے محروم کر دیتی ہے میں اس آیت کے الفاظ میں اور اونکی ترتیب پر ایک عرصہ تک سوچتا رہا ہوں خصوصاً اس بات پر کہ حملوا التوراۃ جو فرمایا گیا ہے اوتوا التوراۃ کیوں نہیں فرمایا؟ اور یہ امر بھی میرے زیر غور رہا کہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ جو اسرار اور نکات اس کتاب مجید سے نکال رہا ہے دوسرے لوگوں کو باوجودیکہ وہ اپنی جگہ دستار فضیلت باندھے ہوئے اور علوم رسمیہ کے عالم سمجھے جاتے ہیں کیوں کر ان سے بہرہ نہیں ملتا؟

میں ان سوالوں پر غور کرتا رہا ہوں اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ نہایت ذوق کے ساتھ سرشار ہو کر میں اس نکتہ پر پہنچا ہوں جو ان الفاظ میں حکیم خدا نے رکھا ہے۔ جو بات مجھے ملی ہے میں ان اسرار و حقائق کو جو اس آیت میں ہیں اسی پر حصر کرنا نہیں چاہتا۔ اور اگر کوئی کرے تو یہ اوس کی گستاخی اور کلام مجید کی سوء ادبی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حقائق و معارف سے محروم رہنے اور ان کو حاصل کرنے کا ایک لطیف فلسفہ بیان فرمایا ہے یعنے گدھے کی مثال دیکر جو نقشہ کھینچا ہے جب انسان کی حالت اس حد تک پہنچے وہ حقائق کی معرفت کی توفیق نہیں پا سکتے یہی وجہ ہے کہ حملوا التوراۃ کہا اوتوا التوراۃ نہیں فرمایا کیونکہ اونہوں نے لذت اور ذوق کے ساتھ توریت کو نہیں لیا بلکہ جیسے ایک بار گراں سمجھا اور جیسے گدھا بوجھ اوٹھانے میں مجبور کیا جاتا ہے اور وہ اپنے بوجھ کی کیفیت اور حقیقت پر کبھی اطلاع نہیں رکھتا اسی طرح ان ظالمان یہود نے بار دو بجا توریت کو لیا۔ اس سے کوئی عملی استفادہ نہیں کیا تو اس میں اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ جو لوگ روح اور راستی سے ہوں وہی ذوق اور لذت کے ساتھ کتاب اللہ کے جوئے کو نہیں اوٹھاتے وہ کتاب اللہ کے اسرار سے آگاہ اور اُس کی سچائیوں کی معرفت سے کوئی حصہ نہیں لے سکتے۔

پس خدا تعالیٰ کی کتاب کے حقائق اور اسرار سے محروم رہنے اور انکے حاصل کرنے کا یہ پہلا اصل اور گُر ہے۔ سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اس آیت کے بعد رکھا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے و آخرین منھم لما یلحقوا بھم و ھو العزیز الحکیم ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔ اس کے بعد ہے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا بئس مثل القوم الذین کذبوا بایات اللّٰہ واللّٰہ لایھدی القوم الظالمین ان دونوں آیتوں کی ترتیب پر خوب غور کرو اور دیکھو کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ کی عظمت اور جلال کو ثابت کر رہا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو حقائق و معارف کا ایک نشان دیا جاوے گا جس کا مقابلہ اُس کے منکر اور مکذب ہرگز ہرگز نہ کر سکیں گے کیونکہ مکذبوں کی مثال حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار کی سی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کے صادق مسیح موعود نے رضائی برکتیں اور تفسیریں انکے روبرو پیش کیں اور اس کے ہر کارہ بار ہیں ہوں اپنے مکذبین کو اس میدان مقابلہ میں بلایا لیکن کوئی عالم فاضل کوئی فقیہ و محدث کوئی صوفی اور گدی نشین قرآن کریم کے حقائق اور معارف میں مقابلہ کرنے کے لئے اس کے سامنے نہیں آیا اور نہ آسکے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ خود فیصلہ کر چکا ہے۔

واللّٰہ لایھدی القوم الظالمین

خدا تعالیٰ ان مشرکوں کی قوم کو کبھی بامراد نہیں کرے گا۔ آیت کے اس حصہ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے مکذبوں کو اسجگہ مشرک بھی فرمایا ہے اور حقیقت میں اس سے بڑھکر اور کیا ظلم عظیم ہو سکتا ہے کہ عاجز عورت کے بچے کو خدا تعالیٰ کے عرش عظیم پر بٹھایا گیا ہے اور اسکو حی لا یموت

[illegible]

مجیب الدعوات رحیم - شافی تجویز کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود جو اس بُت کو پاش پاش کرنے کے لئے آئے ہیں جنکی پرستش نے خدا تعالیٰ کی کتاب میں ایسا خطرناک وعید فرمایا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے گناہ کے متعلق بھی نہیں کہا گیا کہ یہ اعتقاد ایسا ہے جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جاوے اور زمین پاش پاش ہو جاوے۔

خدا تعالیٰ کی کتاب اس صراحت سے حضرت مسیح موعود کے منکروں کا پتہ دیتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑی وضاحت کے ساتھ اس راز کو کھول دیا ہے کہ وہ یہود کے ساتھ پوری مشابہت حاصل کریں گے اور حقیقت میں ہونا بھی یہی چاہئے تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ مثیل موسیٰ ہیں اور آپکا سلسلہ موسوی سلسلے کے بالمقابل واقع ہوا ہے۔ غرض یہ آیت ہمارے مخالفوں کو بڑی ہی غور سے پڑھنی چاہئے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ آیات اللہ کی تکذیب نے انہیں غور اور فکر کا مادہ ہی رہنے نہیں دیا۔ اس لئے میرے دوست اس مقام پر سوچیں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ جس قدر غور کریں گے اسی قدر عظمت انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر آئیگی اور اس کے ساتھ ہی اپنے محبوب و مولا مسیح موعود کی سچائی اور صداقت کا زبردست نشان وہ ملاحظہ کریں گے میں اس آیت کو زبردست دعوے کے ساتھ ان نامنہاد مولویوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اسکا جواب دیں اور میں تحدی کرتا ہوں کہ وہ ہرگز جواب نہ دے سکیں گے کیونکہ خدا کی اس آیت نے واللّٰہ لایھدی القوم الظالمین

ابدالاباد کے لئے فیصلہ کر دیا ہے جس جس قدر انسان اس ظلم عظیم سے نکلے گا اسی قدر وہ روشنی اور نور کی طرف آتا جاوے گا پس یاد رکھو خدا تعالیٰ کے کلام کے اسرار اور حقائق معلوم کرنے کے لئے یہ گُر ہمیشہ مدنظر رکھو کہ خدا تعالیٰ کی کتاب کا جوا لذت اور سرور کے ساتھ اٹھاؤ۔ کراہت کے ساتھ اسے نہ اٹھاؤ اور خدا تعالیٰ کی آیات کو دیکھکر اون کی تکذیب نہ کرو اور اس شرک عظیم سے بچ جاؤ جو اسوقت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے یعنے مریم کے بیٹے کو ایک ترمیم کر کھلا کھلا خدا اور اوس کا بیٹا بنا رہی ہے اور نا عاقبت اندیش مسلمان اس میں خدائی صفات قائم کر رہے ہیں جب تک اس ظلم سے نجات نہیں ہدایت کی راہیں کھلنی محال ہے یہی وجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا ہر روز کرتے ہیں مگر اون کی دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں انکا بھی یہی باعث ہے

واللّٰہ لایھدی القوم الظالمین

غرضکہ کلام یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی سچائی

کا ایک عظیم الشان نشان اور حقائق اور معارف
ہیں جو خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ کتاب کے اسرار کھولے جاتے
ہیں اور جس کے مقابلہ سے اوس کے مکذب عاجز
ہیں اب ایک اور نشان اللہ تعالیٰ قل یا ایہا الذین
ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس
فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولا یتمنونہ
ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین
کہ اے یہودیو اگر تم سمجھتے ہو اور یہ دعویٰ کرتے
ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اوس کے
رفیقوں کے ساتھ خدا نہیں اور ساری دنیا میں
تم ہی ولی اللہ ہو تو پھر فتمنوا الموت ان کنتم
صادقین۔ الموت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔

جس طرح پہلی آیت میں حضرت مسیح موعود کے مخالف
عالموں اور مولویوں کا ایک نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے
اس آیت میں ان صوفیوں اور سجادہ نشین مشیخوں
کا نقشہ کھینچا ہے جو خدا تعالیٰ کے اس فرستادہ مرسل کے
مکذب ہیں کیا وجہ ہے کہ جب سے خدا تعالیٰ نے اس
مسیح موعود کو بلایا ہے اور اس کو اپنی دعوت کا پیغام
پہنچانے پر مامور کیا ہے اوس نے للکار کر کہا ہے کہ
اے صوفیو اے سجادہ نشینو اے تسبیحاں پڑھنے
والے درویشو نکلو اگر اپنی دعاؤں اور سیفیوں پر
ناز ہے تو میرے مقابلہ میں ہاتھ اٹھاؤ۔ ہم بھی اوٹھاتے
ہیں۔ خدا تعالیٰ خود ظاہر کر دیگا کہ وہ کس کے ساتھ ہے
اور وہ کس کا ولی ہے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جیسے مسیح موعود کو
حقائق و معارف قرآنی کا نشان دیا جاویگا
قبولیت دعا کا نشان بھی اسے ملیگا اور جو اس کے
مقابلہ میں دعا کریگا وہ خائب و خاسر ہو کر رہ
جاوے گا۔

اس آیت پر غور کرنے سے یہ نکتہ بھی مجھے معلوم ہوا
کہ ظالم طبع مخالف جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح موعود
کو موت ہی کے الہام ہوتے ہیں اور جسکو دعوت کرتا
ہے یہی کہتا ہے کہ موت کی دعا کرو۔ اس کا جواب
خود اس آیت میں موجود ہے۔ یہ نشان خدا تعالیٰ
نے مسیح موعود کا ٹھیرایا ہے اور اس مقابلہ کے لئے کوئی
بھی نہیں آویگا۔ اور یہ بالبداہت ثابت ہو چکا ہے
کہ کوئی مقابلہ کے لئے نہیں آتا۔

جیسے پہلی آیت میں مخالفوں کی اعتقادی اور عملی
حالت کو قوم الظالمین لکھ کر دکھایا ہے اس آیت
میں واللہ علیم بالظالمین کہہ کر انکی شرک کی حالت
کو ظاہر کر دیا ہے۔ اور حقیقت میں غور کر کے دیکھو لوگ
کس قدر مشرکانہ امور کو داخل عبادت کر لیا گیا ہے
قبروں کو سجدے کئے جاتے ہیں۔ پیر پرستی ہوتی ہے
اور سب سے بڑھکر وہی شرک ہے جسکا میں پہلے ذکر کر آیا
ہوں یعنے مسیح ابن مریم کو جو ایک عاجز انسان کھاتا
پیتا۔ اور پیشاب پاخانہ کی ضروریات کا اسیر تھا خدا
بنا لیا گیا ہے جس سے پاک اعتقاد سے آسمان تھرتھراتا اور
زمین کانپتی ہے۔

غرض ان آیتوں پر غور کرو اور پھر اس امام اور اوسکے
مخالفوں کی حالت پر نگاہ دوڑاؤ اور دیکھو کہ خدا
تعالیٰ کا کلام کیسی صفائی کے ساتھ اس امر کا فیصلہ
کرتا ہے کہ مسیح موعود کن نشانات اور قوتوں کے
ساتھ آئے گا اور اوس کے مخالفوں کی کیا حالت
ہوگی۔

میرے دوستو اگر چاہتے ہو کہ قرآن کریم سے تمکو
مناسبت اور آسمان سے تعلق ہو اور وہ حقائق
اور اسرار تم پر کھلیں تو کلام الٰہی کو لذت کے ساتھ پڑھو
اور اس راہ کو اختیار کرو جو احمد قادیانی نے خدا
کی صلوٰۃ اس پر ہو پیش کی ہے۔ اور جو کوئی نئی
اور جدید راہ نہیں بلکہ وہی ہے جو تیرہ سو سال پہلے
احمد کی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی تھی۔ اور جو
کامیابی کی حقیقی اور اصلی راہ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے کہ تم کو
صحابہ سے ملا دے۔ مبارک وہ جو اس جماعت میں
داخل ہوتے اور اپنے طرز عمل کو اوس کے عمل کے مطابق
اس کی ہدایت کے موافق بنانے کی کوشش کرتے
ہیں۔

اس نے آکر بتا دیا ہے کہ قرآن کریم کے حقائق صرف
اون پر کھلتے ہیں جو اپنی پاکیزگی اور تصفیہ قلب کرتے
ہیں۔ بدوں اس کے خدا تعالیٰ کے کلام کے ساتھ کوئی
مناسبت اور ذوق پیدا نہیں ہو سکتا۔ تمہیں
چاہیئے کہ تمہارے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو کہ قرآن
آجاوے اور اس کا گر یہی ہے کہ لا یمسہ الا المطہرون
میں داخل ہے اور پھر سعی اور مجاہدہ کرو۔ اور یہ
عزم کر لو کہ قرآن کی عزت اور عظمت کے اظہار کے
لئے ہی کوشش کروگے۔ یہی نقطہ ہے جس سے
حضرت مسیح موعود کو عزت دی ہے۔ اوس نے اپنی
عزت قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
عزت کیلئے اٹھا رکھی تھی اس نے کبھی اپنی اوس کی پروا نہیں
کی مگر عزیز وہ ہوا کیونکہ خدا نے اسے معزز بنایا جو کوئی عزت
چاہتا ہے وہ کتاب عزیز کی عزت کو دنیا میں قائم کرے
اور یہ تڑپ پیدا نہیں ہو سکتی جبتک مسیح موعود
کے دامن سے وابستہ نہ ہو اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے
دوستوں کو توفیق دیوے کہ وہ اس وقت کو غنیمت سمجھیں
اور قرآن کریم کے جواہرات لینے کو طیار ہو جاویں۔

آمین +

خدا کا غضب اور یہودیوں کا قتل

اخبار ڈیلی میل کے نامہ نگار اوڈیسہ نے لکھا ہے کہ روس
کے صوبہ بسرابیا کے خاص شہر کشنیف نے یہودیوں پر
حال میں جسقدر ظلم و ستم اور وحشیانہ حملے ہوئے ہیں
ایسے مظالم روس میں یہودیوں پر آجتک کبھی بھی
نہیں ہوئے تھے۔ اگرچہ روس میں یہودیوں پر ظلم و ستم
ہونا ایک معمولی ۔ ۔ ۔ واقعہ ہو گیا ہے لیکن اوپر
یہ ظلم و ستم اس طرح کئے جاتے تھے کہ اون کے
مکانوں کو لوٹ لیا جاتا تھا اس موقعہ پر یہودیوں
کو قتل کیا گیا اور نہایت سخت جسمانی تکلیفیں اون
کو پہنچائی گئیں۔

اس بلوہ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ اول شہر ڈوبسری
میں یہ افواہ پھیل گئی کہ یہودیوں نے ایک لڑکے کو
مار ڈالا ہے۔ یہ افواہ سنتے ہی ڈوبسری کے لوگوں نے
جس جگہ یہودیوں کو پایا اون پر بے دریغ حملے کئے
لیکن یہودی بھی پہلے ہی سے یہ خیال کر کے کہ عوام
ہمارے برخلاف بلوہ کرینگے مسلح ہو گئے تھے اور اسطرح
سے رعایا کے حملوں کی عمدہ طور سے انہوں نے مدافعت
کی۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ روسی دریا میں
ڈوب کر مر گئے اور بہت سے قتل اور مجروح ہوئے
اس خبر کے کشنیف میں پہنچتے ہی وہاں کے یہودیوں
پر روسیوں نے سخت حملہ کیا یہودیوں پر یہ حملہ ایسی
بے خبری میں کیا گیا کہ بہت سے یہودی پورے طور سے
اپنا بچاؤ بھی نہ کر سکے روسیوں نے مکانوں پر چڑھ کر
دو منزلہ اور سہ منزلہ مکانوں کے اوپر سے یہودیوں
اور اون کی عورتوں اور اون کے بچوں کو پکڑ پکڑ کر
نیچے سڑک پر پھینکنا شروع کیا۔ اتنے بلند مکانوں سے
جو یہودی مرد اور عورتیں اور بچے سڑک پر گرتے اول
تو وہ خود مرنے کے قریب ہو جاتے تھے اور اون کے
پاش پاش اور نصف مردہ جسموں کو وہ روسی جو
سڑکوں میں کھڑے تھے ہتھوڑوں کلہاڑیوں موگریوں
سے بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے تھے کشنیف کے
قرب و جوار کے گاؤں میں روسیوں نے یہودی
عورتوں کو اون کے سر کے بالوں سے باندھ کر درختوں
لٹکا دیا اور یہودیوں کے سروں کو کاٹ کر بانسوں پر
رکھا اور بہت سے سخت ظلم و ستم کئے کہ جن کے بیان
سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

اس تمام واقعہ میں سب سے زیادہ قابل تعریف کام
پولیس اور فوجی افسروں کا رہا۔ یہودیوں کا جب ایک
گروہ کلہاڑیوں اور دوسرے ہتھیاروں سے مسلح
ہوکر وہاں اس لئے آیا کہ اپنے دوستوں کی جانیں ظالم
اور سنگدل روسیوں کے ہاتھوں سے بچائیں تو پولیس
نے اون کو گھیر کر کلہاڑیں اور دوسرے ہتھیار ان سے
لے لئے اس طرح برابر دو روز تک روسیوں نے یہودیوں
کو قتل کیا۔ اور اون کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔
اور حکام نے یہودیوں کے بچانے کے لئے کوئی فوجی
مدد طلب نہیں کی بلکہ خود روسی پولیس نے یہودیوں کے
قتل اور اون کے مال کے لوٹنے میں رعایا کو امداد دی
اس قتل و غارتگری کے ختم ہو چکنے پر پولیس کے
افسروں کے مکانوں میں یہودیوں کا بہت سا مال و اسباب
مسروقہ پایا گیا تیسرے دن جبکہ یہ بلوہ کسی طرح فرو نہ ہوا
تو فوج کو سیر کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسوقت یہ ہنگامہ ختم ہوا اب بہت سے روسی گرفتار کئے جا رہے ہیں + سول ملٹری

نکتہ معرفت

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں کہ جنہیں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمدؐ یا احمدؐ تھا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ اعلیٰ فتنوں سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہی ہے جو حضرت عیسیٰؑ کی امت کو پیش آئی اور آج تک ہزارہا صلحاء اور اتقیاء اس امت میں موجود ہیں کہ جو محبّ دنیا کی طرف پشت دیکر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر وقت توحید کی اذان کی مساجد میں ایسی گونج پڑتی ہے کہ آسمان تک محمدی توحید کی شعائیں پہنچتی ہیں۔ پھر کون موقع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو ایسا جوش آتا جیسا کہ حضرت مسیح کی روح میں عیسائیوں کے دل آزار و عظیم اور نفرتی کاموں اور مشرکانہ تعلیموں اور نبوت میں بیجا دخلوں اور خدا تعالیٰ کی ہمسری کرنے نے پیدا کر دیا۔ اس زمانہ میں یہ جوش حضرت موسیٰ کی روح کو بھی اپنی امت کے لئے نہیں آ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ تو نابود ہو گئی اور اب صفحہ دنیا میں ذریت او نکی بجز چند لاکھ باقی نہیں اور وہ بھی ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق اور اپنی دنیاداری کے خیالات میں غرق اور نظروں سے گرے ہوئے ہیں لیکن عیسائی قوم اس زمانہ میں چالیس کروڑ سے کچھ زیادہ ہے اور بڑے زور سے اپنے دجالی خیالات کو پھیلا رہی ہے اور صدہا پیرایوں میں اپنے شیطانی منصوبوں کو دلوں میں جاگزیں کر رہی ہے بعض واعظوں کے رنگ میں پھرتے ہیں بعض گویّے بنکر گیت گاتے ہیں بعض شاعر بنکر تثلیث کے متعلق غزلیں سناتے ہیں۔ بعض جوگی بنکر اپنے خیالات شائع کرتے پھرتے ہیں۔ بعض نے یہی خدمت لی ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں اپنی محرف انجیل کا ترجمہ کرکے اور ایسا ہی دوسری کتابیں اسلام کے مقابل پر ہر ایک زبان میں لکھ کر تقسیم کرتے پھرتے ہیں بعض تھیئٹر کے پیرایہ میں اسلام کی بُری تصویر لوگوں کے دلوں میں جماتے ہیں اور ان کاموں میں کروڑہا روپیہ ان کا خرچ ہوتا ہے۔ اور بعض ایک فوج بنا کر اور مکتی فوج اسکا نام رکھ کر ملک بملک پھرتے ہیں اور ایسا ہی اور اور کارروائیوں سے بھی جو اون کے مرد بھی کرتے ہیں اور اونکی عورتیں بھی کروڑہا بندگان خدا کو نقصان پہنچایا ہے اور بات انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح کی روحانیت جوش میں آتی اور اپنی شبیہ کے نزول کے لئے جو اونکی حقیقت سے متحد ہو تقاضا کرتی سو اس عاجز کے صدق کی شناخت کے لئے یہ ایک بڑی علامت ہے مگر اون کے لئے جو سمجھتے ہیں اسلام کے صوفی جو قبروں سے فیض طلب کرنے کے عادی ہیں اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ فوت شدہ نبی یا ولی کی روحانیت کبھی ایک زندہ مرد خدا سے متحد ہو جاتی ہے جسکو کہتے ہیں کہ فلاں ولی موسیٰ کے قدم پر ہے اور فلاں ابراہیم کے قدم پر یا محمدی المشرب اور ابراہیم المشرب نام رکھتے ہیں وہ ضرور اس دقیقہ معرفت کی طرف توجہ کریں۔

ایمان بالغیب

مجھے دلی خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپکو یہ بات سمجھ آ جاوے کہ درحقیقت ایمان کے مفہوم کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ پوشیدہ چیزوں کو مان لیا جاوے اور جب ایک چیز کی حقیقت ہر طرح سے کھل جاوے۔ یا ایک وافر حصہ اسکا کھل جائے تو پھر اوس کا مان لینا ایمان میں داخل نہیں خلاً اب جو دن کا وقت ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اب دن ہے رات نہیں ہے تو میرے اس ماننے میں کیا خوبی ہوگی۔ اور اس ماننے میں مجھے دوسروں پر کیا زیادت ہو۔ سعید آدمی کی پہلی نشانی یہ ہے کہ اس بابرکت بات کو سمجھ لے کہ ایمان کس چیز کو کہا جاتا ہے کیونکہ جسقدر ابتدائے دنیا سے لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے آئے ہیں۔ اون کی عقلوں پر یہی پردہ پڑا ہوا تھا کہ وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ جبتک دوسرے امور مشہود محسوس کی طرح انبیاء کی نبوت اور اون کی تعلیم کھل نہ جائے تب تک قبول کرنا مناسب نہیں اور وہ بیوقوف یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ کھلی ہوئی چیز کو ماننا ایمان میں کیونکر داخل ہوگا وہ تو ہندسہ اور حساب کیطرح ایک علم ہوا نہ کہ ایمان بس یہی حجاب تھا کہ جسکی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ اوائل میں ایمان لانے سے محروم رہے اور پھر جب اپنی تکذیب میں پختہ ہو گئے اور مخالفانہ راؤں پر اصرار کر چکے اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کھلے کھلے نشان ظاہر ہوئے تب انہوں نے کہا کہ اب قبول کرنے سے مرنا بہتر ہے غرض نظر دقیق سے صادق کے صدق کو شناخت کرنا سعیدوں کا کام ہے اور نشان طلب کرنا نہایت منحوس طریق اور اشقیاء کا شیوہ ہے جسکی وجہ سے کروڑہا منکر ہیزم جہنم ہو چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی سنت کو نہیں بدلتا وہ جیسا کہ اوس نے فرما دیا ہے انہی کے ایمان کو ایمان سمجھتا ہے جو زیادہ ضد نہیں کرتے اور قراین مرجحہ کو دیکھ کر اور علامات صدق پا کر صادق کو قبول کر لیتے ہیں اور صادق کا کلام صادق کی راستبازی صادق کی استقامت اور خود صادق کا مونہہ اُن کے نزدیک اسکے صدق پر گواہ ہوتا ہے مبارک وہ جن کو مردم شناسی کی عقل دی جاتی ہے۔

مسیح موعود کا دعویٰ

ماسوا اسکے جو شخص نبی متبوعہ علیہ السلام کا متبع ہے اور اُس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اور اُس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے۔ کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لا دیں۔ لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ وہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو۔ مسیح موعود کا دعوےٰ اُس حالت میں گران اور قابل احتیاط ہوتا جبکہ اُس دعوےٰ کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے اور اُس دعویٰ سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اسکا کچھ مخالفانہ اثر ہے تو کیا اس دعوے کے تسلیم کرنے کے لئے کسی بڑے معجزہ یا کرامات کی حاجت ہے جسکا مانگنا رستکے دعویٰ میں عوام کا قدیم شیوہ ہے ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجا جس کے مقاصد یہی ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور آجکل کے فلسفی وغیرہ الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے ہو۔ اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی محبت کی طرف رجوع دلا دے کیا اوس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خدا ترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے؟

مولوی کرم دین کی نگرانی نامنظور

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

مولوی کرم دین نے ان مقدمات کی جو (جناب رائے سنسار چند صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع جہلم کی عدالت سے پہلی ہی پیشی پر خارج ہو کر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے ٹھیرے تھے) نگرانی جناب سشن جج صاحب بہادر جہلم کی عدالت میں دائر کی ہوئی تھی۔ اور اس نگرانی کے متعلق وہ قبل از وقت بڑی بڑی لاف زنیاں کرتا تھا کہ اب مرزا صاحب اور آپ کے مریدوں کو معلوم ہوگا کہ کس کی فتح ہوئی اور سلسلہ عالیہ کے بعض مخالف اخباروں نے بھی اس نگرانی کے دائر ہونے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا تھا۔

اس نگرانی کے متعلق ۵ ار مئی ۱۹۰۳ء کو بمقام جہلم وکلاء فریقین کی تقریر ہو کر آخر مئی ۱۹۰۳ء کو سشن جج صاحب بہادر نے حکم سنانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ ۶ جون ۱۹۰۳ء کو وہ حکم سنا دیا گیا اور مولوی کرم دین کی نگرانی نامنظور ہوئی اور اس طرح پھر خدا تعالیٰ کے مطہر مسیح موعود کی پیشگوئیوں کی عظمت کا دوبارہ اظہار ہوا۔ جیسا کہ البدر نمبر ۱۹ صفحہ ۱۴۴ کالم ۱ میں بھی ایک پیشگوئی کا ذکر ہے:۔ اے خدا کے جری تجھ پر سلام اور تیرے سلسلہ کو مبارک ہو

ہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس مبارک تقریب پر مبارکباد دیتے ہیں خصوصاً اپنے محترم مخدوم جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سلسلہ بہت ہی مبارکباد کے مستحق ہیں جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اپنی فتح اور نصرت کے نشانوں کو ظاہر کیا۔ ایسا ہی جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ اور جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں جنھوں نے مقدمہ کی پیروی میں بہت بڑا حصہ لیا

اور ہم بھی اپنے آپ کو کم مبارکباد کے قابل نہیں سمجھتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اپنے سید و مولیٰ امام علیہ السلام کے طفیل اور برکت سے ان مشکلات سے محفوظ رکھا جو اس قسم کے مقدمات سے عائد حال ہوا کرتے ہیں۔ بہر حال مولوی کرم دین صاحب اور ان کے رفقا کو جو ان مقدمات میں ہر طرح سے انکی مدد کر رہے تھے اس وقت سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

اور یہ ایک بیّن ثبوت ہے حضرة حجة اللہ مسیح موعود کی صداقت کا۔ ان امور کو انشاء اللہ آیات اللہ کے رنگ میں ہم دوسرے وقت پر دکھلانے کا ارادہ رکھتے ہیں بہر حال عظیم الشان خوشخبری ہے جو ہم اپنی قوم کو پہونچاتے ہیں۔ نقل کے لیے درخواست دی گئی ہے۔ جو الحکم میں انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوگی

کیا پیر گولڑی شہادت کے لئے نہ آئے گا؟

راولپنڈی سے افواہاً معلوم ہوا کہ اگرچہ **پیر صاحب** نے اُس سمن کی تعمیل کر دی ہے جو حکیم فضل الدین بنام مولوی کرم الدین کے مقدمہ میں اُن کو گورداسپور سے ادائے شہادت کے لیے آیا تھا۔ مگر وہ ادائے شہادت کے لیے نہ آئیں گے بلکہ طبی سرٹیفکٹ پیش کرنے کی تجویز ہوئی؟ ہم اس افواہ پر یقین کرنے کے لیے طیار نہیں ہیں کیونکہ **پیر صاحب کی صحت** اسوقت تک بہت اچھی ہے اور ابھی وہ دورہ کر کے واپس آئے ہیں جس سے اُنکی صحت کی عمدہ ہونے کی شہادت ملتی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ ۲۲-۲۳-۲۴ جون تک بالکل تندرست ہیں جو لوگ اُن کے ساتھ (باوجود اپنے تعلقات کا اظہار کر کے بھی ایسی افواہیں اُڑاتے ہیں وہ درپردہ پیر صاحب کے نادان دوست ہیں۔ راولپنڈی کے ڈاکٹروں کی نسبت ہم کبھی یہ یقین نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو نگاہ نہ رکھیں اور تندرست آدمی کو مریض کا سرٹیفکٹ دیدیں اور **پیر صاحب** کی شان سے بھی یہ امر بعید ہے کہ وہ اپنی شان **پیری کو نگاہ نہ رکھیں اور کتمان شہادۃ** کے گناہ عظیم کا خیال نہ کریں جس کے لیے قرآن شریف میں بڑے دشد ومد سے اور متعدد مقامات میں نہایت شرح و بسط سے وعید پر وعید آئی ہے چنانچہ قرآن شریف میں ہے لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ **آثِمٌ قَلْبُهُ** ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ یعنی گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو کوئی اسے چھپاتا ہے تو بیشک گنہگار ہے دل اُس کا۔ دل ہی تو اک شے ہے جس کا تعلق رحمٰن سے ہے اور اہل تصوف و مشائخ میں اسی کے صاف اور پاک کرنے کی تعلیم دیجاتی ہے۔

پس ہم کبھی یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ پیر صاحب اسکو فراموش کر جائیں۔ ہم تو یہاں تک اُمید کرتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ پیر صاحب بیمار بھی ہوں تب بھی ادائے شہادۃ کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے ضرور حاضر ہونا اپنا فرض سمجھیں گے۔ بہر حال ہم اس افواہ کے ماننے کو طیار نہیں ہیں۔ اور راولپنڈی کے مشہور ڈاکٹروں سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنی جگہ اپنے معمول کے موافق طبی سرٹیفکٹ کی طلب کے وقت دیانت سے کام لیں گے اور اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھیں گے۔

اس افواہ کو قبل از وقت شائع کرنا اسی غرض سے ہے کہ تا **پیر صاحب** عوام کے مشورہ سے پرہیز کریں اور لائق ڈاکٹر بھی مصنوعی بیماری کے پیش کرنے کے وقت متنبہ رہیں اور نیز حکام عالیمقام کو بھی ثانی الحال یہ تحریر کام آوے

منارة المسیح

ہم جیسا کہ گذشتہ اخبار الحکم مورخہ ۳۱ مئی ۰۳ میں وعدہ کر چکے ہیں۔ ناظرین کی آگاہی کے لیے ذیل میں نقل فیصلہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور درج کرتے ہیں جو انھوں نے دربارہ تعمیر منارة المسیح صادر فرمایا ہے

وہو ہذا

نقل حکم اجلاسی سی ایم ڈالس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور مرجوعہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۳ء